

# رجب Rajab

## ماہ رجب



## اعداد و ترتیب: مختار احمد مدنی

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد  
وتوعية الجاليات بالجبيل  
Jubail Da'wah & Guidance Center  
Al Rajhi Bank: 1466080 1000219  
www.jubail-dawah.com Info@jubail-dawah.com  
Tel. 3625500 Fax. 3626600



دیتے، اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ واقعہ ہجرت سے قبل کا ہے اور ہجرت کے بعد آپ ﷺ دس سال تک باحیات رہے، جس کا مطلب ہے کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کی زندگی میں کم سے کم دس بار آیا، لیکن اس دس سالہ عرصہ میں کسی بھی سال آپ ﷺ نے اس رات کوئی مخصوص عبادت نہیں کی، اور نہ ہی آپ کے بعد صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین نے نہیں کی، جن کی سنتوں کو لازم پکڑنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا، اگر آپ نے کیا ہوتا تو ضرور اس کا ذکر احادیث کی کتابوں میں ہوتا، لیکن ایسا کچھ نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۷ ویں رجب کو جشن منانا دین اسلام میں زیادتی ہے اس کا شریعت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں اور خاص کر اس رات عبادت میں مشغول ہونے کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ اس رات عبادت کا اہتمام کرنا شریعت میں رخصتہ اندازی کے سوا کچھ اور نہیں۔

صلاة رغب یا صلاة رجبیہ یہ بھی بدعت ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ ائمہ کرام کی ایک جماعت نے اس نماز کی قباحت اور اس کے پڑھنے والوں کی گمراہی پر کئی عمدہ کتابیں تصنیف کی ہیں اس نماز کی قباحت اور اس کے بطلان کے دلائل بے شمار ہیں اس کے پڑھنے والے گمراہ لوگ ہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جن چیزوں کو ہمارے نبی نے انجام دیا ان کا کرنا ہمارے لئے سنت اور جن چیزوں کو نہیں کیا ان کا نہ کرنا ہمارے لئے سنت ہے، آپ ﷺ کی اتباع کا تقاضا ہے کہ جو چیزیں آپ نے نہیں کیں ہمیں بھی ان چیزیں کو نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور دین کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

برائے دینی معلومات: 0501847172 پر رابطہ کریں!!!

(۵) ہجرت سے ایک سال دو ماہ پہلے یعنی نبوت کے تیرہویں سال محرم میں ہوئی۔

(۶) ہجرت سے ایک سال پہلے یعنی نبوت کے تیرہویں سال ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: ان میں سے پہلے تین اقوال اس لئے صحیح نہیں مانے جاسکتے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نماز پنجگانہ فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نماز پنجگانہ کی فرضیت معراج کی رات ہوئی اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات معراج سے پہلے ہوئی تھی اور معلوم ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبوت کے دسویں سال ماہ رمضان میں ہوئی تھی لہذا معراج کا زمانہ اس کے بعد کا ہوگا اس سے پہلے کا نہیں باقی رہے اخیر کے تین اقوال تو ان میں سے کسی کو کسی پر ترجیح دینے کے لئے کوئی دلیل نمل سکی البتہ سورۃ اسراء کے سیاق سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کبھی زندگی کے بالکل آخری دور کا ہے (دیکھیے ص ۹۷ نشر المکتبۃ السلفیۃ لاہور پاکستان)

لہذا تاریخ کے حوالہ سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ۲۷ ویں رجب کو معراج پیش ہی نہیں آئی؟ اور نہ ہی تاریخی طور پر کسی قول کے بارے میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اسی رات معراج ہوئی تھی تو پھر معراج کے نام پر جشن چہ معنی دارد؟ یہ بات بھی ہمارے ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اگر اس کی تعیین میں کوئی مصلحت ہوتی تو ضرور اللہ رب العالمین یا اس کے رسول ﷺ اسے بیان فرمادیتے یہ بات عقل سے باہر ہے کہ معمولی سی معمولی چیزوں کا حکم اور طریقہ امت کو بتایا جائے لیکن اسراء و معراج جیسے اہم واقعہ و معجزہ پر عبادت و جشن منانے سے قرآن و احادیث خاموش رہیں نیز اگر اس رات عبادت کا کوئی ثواب ہوتا تو اسے آپ ﷺ بھی کرتے اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منہ فهو رد) [بخاری و مسلم] جس نے ہمارے اس دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ کیا وہ مردود ہے اور دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں (من عمل عملاً لیس علیہ أمرنا فهو رد) جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو دین اسلام میں نہیں ہے وہ عمل مردود ہے۔

اور جہاں تک اس مہینہ میں عمرہ کی فضیلت کا سوال ہے تو اس کے بارے میں یہ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ ہمارے رہبر و قائد رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں چار عمرے کئے اور وہ سب کے سب ذیقعدہ کے مہینے میں تھے آپ نے کوئی عمرہ رجب کے مہینے میں نہیں کیا اور نہ ہی اس ماہ میں عمرہ کرنے کی کوئی ترغیب دلائی، صرف رمضان کے مہینے میں عمرہ کی فضیلت رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے جس میں عمرہ کرنے پر ایک حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔

اور رہی بات اسراء و معراج کی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسراء و معراج اللہ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہے اور ہمارے رسول اکرم ﷺ کے لئے ایک عظیم معجزہ ہے لیکن جہاں تک اس پر جشن منانے اور اس رات کی عبادت ہے تو یہ سراسر باطل و بے بنیاد ہے سب سے پہلی بات کہ اسراء و معراج کی رات یہاں تک کہ مہینہ کی تعیین پر بھی کوئی دلیل قاطع نہیں ہے، اسکی تعیین میں مورخین کے کئی اقوال ہیں، عظیم سیرت نگار علامہ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب الرجیح المختوم میں درج ذیل اقوال ذکر کیا ہے:

- (۱) جس سال آپ ﷺ کو نبوت دی گئی اسی سال معراج واقع ہوئی۔
- (۲) نبوت کے پانچ سال بعد معراج ہوئی۔
- (۳) نبوت کے دسویں سال ۲۷ رجب کو ہوئی۔
- (۴) ہجرت سے سولہ مہینے پہلے نبوت کے بارہویں سال ماہ رمضان

میں ہوئی۔

دوسرے کے یہاں سچے جعفر کی، یعنی دونوں رسموں میں کس قدر مشابہت و قربت پائی جاتی ہے۔

یہ ہے رجب کے کوئٹوں کی اصل حقیقت جو مسلم دشمنی کی منہ بولتی تصویر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی حقیقت جان لینے کے بعد اب اس کی حرمت پر جو روز روشن کی طرح عیاں ہے قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے، اور نہ ہی کسی مسلمان سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اب بھی دشمنان اسلام و صحابہ رسول ﷺ کا آلہ کار بن کر اسلام کی جلیل القدر و مقدس ہستیوں کی وفات پر جشن منائے گا اور شکر یہ اعمال انجام دے گا، لیکن پھر بھی عام فائدے کے پیش نظر بدعتوں کی حرمت و مذمت پر چند دلیلیں پیش کی جا رہی ہیں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدہ: ۳)

آج ہم نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گئے۔

یہ آیت بڑی ہی عظیم آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے دین اسلام کی تکمیل کا اعلان کیا گیا ہے یعنی اب اس دین میں کسی کی زیادتی کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے، اور جن چیزوں کو نبی کریم ﷺ کے وقت میں دین کا درجہ حاصل نہیں تھا انہیں آج بھی دین کی حیثیت حاصل نہیں ہوگی، اللہ رب العالمین دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳)

جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہ رجب حرمت وادب والا مہینہ ہے، اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ ترجمہ: مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ ہے اسی دن سے جب سے آسمانوں اور زمین کو اس نے پیدا کیا ہے، ان میں چار حرمت والے ہیں یہی درست دین ہے ان مہینوں میں تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم پورے مشرکین سے مل کر لڑائی کرو جس طرح وہ تم سے کرتے ہیں اور یہ جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے [التوبہ: ۳۶]

وہ حرمت والے چار مہینے کون کون سے ہیں؟ قرآن کریم میں اس کی وضاحت نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے ان مہینوں کی تحدید فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں (ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السماوات والأرض، السنة اثنا عشر شهراً منها أربعة حرم ثلاثة متواليات: ذوالقعدة وذو الحجة والمحرم ورجب مضر الذي بين جمادى وشعبان) ترجمہ: زمانہ گھوم پھر کراسی حالت پر آگیا ہے جس حالت پر اس وقت تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تھی، سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے جن میں چار حرمت والے ہیں تین پے در پے آتے ہیں ذوالقعدة و ذوالحجہ و محرم اور رجب مضر جو جمادى (الآخرى) اور شعبان کے درمیان آتا ہے [صحیح بخاری و صحیح مسلم]

قبیلہ مضر کے لوگ دوسروں کی بہ نسبت ماہ رجب کی حرمت کا زیادہ خیال رکھتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے مذکورہ حدیث میں اس ماہ کی نسبت ان کی طرف کی ہے، دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ قبیلہ مضر اور ربیعہ کے درمیان ماہ رجب کی بابت اختلاف پایا جاتا تھا اول الذکر قبیلہ اسی معروف مہینہ کو رجب

قرار دیتا تھا جبکہ ثانی الذکر قبیلہ کے لوگ رمضان کو رجب کہتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے وضاحت کے طور پر اس ماہ کی نسبت قبیلہ مضر کی طرف فرمائی تاکہ اشتباہ نہ ہو (شرح صحیح مسلم ۲۱۸/۱)

زمانہ جاہلیت میں بھی ان حرمت والے مہینوں میں قتال و جدال کو سخت ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا لیکن عرب ایک جنگجو اور اجد قوم تھی لگا تار تین مہینے قتل و خونریزی سے دور رہنا ان کے لئے بہت مشکل تھا جس کا حل انہوں نے یہ نکال رکھا تھا کہ جس حرمت والے ماہ میں قتال کرنا چاہتے کر لیتے اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینہ کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیتے، ان کے اس تقدیم و تاخیر اور اول بدل کرنے کو اللہ رب العالمین نے ”نسی“ سے تعبیر کیا ہے جو کفر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ نَسِيءُ كُفْرٍ كِي زِيَادَتِي﴾ ہے [التوبہ: ۳۷] ظاہر ہے ان کے اس عمل سے حرمت والے مہینوں کی وہ ترتیب نہیں رہ جاتی تھی جس ترتیب پر اللہ رب العالمین نے ان کی تخلیق فرمائی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی اسی برائی کے خاتمہ کا اعلان حدیث کے شروع کے الفاظ میں اس طرح کر دیا ہے کہ زمانہ اب اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے اور اب مہینوں کی ترتیب اسی طرح رہے گی جس طرح ابتدائے آفرینش سے چلی آ رہی ہے، کیونکہ اب اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں آگیا ہے لہذا مہینوں کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر نہیں کی جائے گی واضح رہے کہ یہ اعلان آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا۔

یہ تھی اس ماہ کی دینی و شرعی حیثیت لیکن افسوس یہ ہے کہ یہود و روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازشوں سے رجب کا مہینہ بھی بہت ساری بدعتوں کی آماجگاہ بن کارہ گیا ہے خود ساختہ صلاۃ الرغائب یا صلاۃ رصبیہ اسی ماہ میں ادا کی جاتی ہے بکثرت عمرے کرنے کا عقیدہ اسی ماہ سے منسلک ہے، اسراء و معراج کا جشن اسی ماہ کی ۲۷ ویں تاریخ کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے

اس ماہ کی پہلی جمعرات و جمعہ کو مبارک سمجھتے ہوئے اس دن بکثرت نمازیں ادا کی جاتی ہیں، اور اب بدعتوں کی شب دہجور میں ایک نئی نویلی بدعت ”رجب کے کوئڈے“ کا ورود ہوا ہے جو درحقیقت روافض کی دیرینہ اسلام اور صحابہ رسول ﷺ کی عداوت و دشمنی کا واضح و بین ثبوت ہے۔

قارئین کرام: رجب کی ۲۲ تاریخ کو جعفر صادق رحمہ اللہ کے نام پر پکوڑیاں، کبھیر اور پتیر کی نیاز بنا کر کوئڈوں یعنی منگولوں میں رکھی جاتی ہے اس موقع پر مدینہ منورہ کے ایک لکڑہارے کی جھوٹی داستان بھی سنائی جاتی ہے، اور جعفر صادق کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ جو شخص مذکورہ تاریخ کو پکوڑیاں، پکوڑیاں کوئڈوں میں رکھ کر نیاز کرے گا اس کی ہر مراد پوری ہوگی اور اگر کسی کی نہ پوری ہوئی تو قیامت کے دن وہ میرا گریبان پکڑ سکتا ہے۔ جہاں تک لکڑہارے کی داستان کا سوال ہے تو وہ کذب و افتراء پر مبنی داستان ہے، جہاں وہ داستان کتاب و سنت کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے وہیں تاریخ حقائق سے اس کا دور دورہ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جعفر صادق کی طرف منسوب قول بھی جھوٹا ہی ہے کیونکہ جعفر صادق ایک موحد شخص تھے ان کے تعلق سے یہ سوچنا بھی غلط ہے کہ نعوذ باللہ انہوں نے اپنے نام کی نذر و نیاز کرنے کی دعوت دی ہو، آج کے نام نہاد مسلمانوں کو یہ بات گرچہ معلوم نہیں کہ غیروں کے نام نذر و نیاز شرک ہے، البتہ جعفر صادق رحمہ اللہ کو ضرور معلوم تھا، اس لئے وہ کبھی بھی شرک کی دعوت نہیں دے سکتے تھے، وہ نواسہ رسول حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے، نبی رحمت ﷺ کی لخت جگر فاطمہ کی اولاد میں سے تھے انہیں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی معلوم تھا جس نے ہماری اس شریعت میں نئی چیز ایجاد کی وہ مردود ہے۔ اس بدعت میں قابل غور پہلو یہ بھی ہے کہ نذر و نیاز اور فاتحہ خوانی کرنے والے کبھی کسی زندہ شخص کی نذر و نیاز اور فاتحہ کرتے ہی نہیں ہیں ان کی ساری نذر و نیاز مردوں کے نام کی جاتی ہے، جعفر صادق کے ساتھ کیوں ایسا

کیا گیا کہ ان کے نام کی نذر و نیاز انکی زندگی ہی میں دی جانے لگی؟ نیز اگر جعفر صادق کا قول سچا ہے تو ان کی اولاد کو بھی کوئڈے بھرنا چاہئے تھا لیکن ان کی اولاد میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا حقیقت یہ ہے آج جس رسم کو ان کے نام لیوا مسلمان بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں ان کے بزرگوں نے کبھی نہیں منایا۔ یہ ایسی بدعت ہے جو جلد ہی ہندوستان میں ایجاد کی گئی ہے میری ناقص معلومات کی حد تک اس پر ایک صدی بھی نہیں گذری ہوگی، اسلام کی پوری تاریخ میں اس بدعت کا کہیں سراغ تک نہیں ملتا نیز یہ بدعت صرف برصغیر ہندو پاک اور بنگلا دیش کی حد تک محدود ہے جعفر صادق سے منسوب فرقتے عراق و مصر اور شام میں پائے جاتے ہیں لیکن ان کے یہاں اس رسم کا کوئی وجود نہیں ہے۔ جس سے اس کے بدعت ہونے پر کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا، اور یہ بھی انتہائی حیرت کی بات ہے کہ اس رسم کے موقع پر جو جھوٹی داستان سنائی جاتی ہے اس کا تعلق مدینہ منورہ سے ہے لہذا داستان کے مطابق اس رسم کے کرنے والوں کا مدینہ میں بھی وجود ہونا چاہئے، جبکہ مدینہ کی چودہ سو سالوں تاریخ میں اس رسم کا کوئی ذکر ہی نہیں ملتا ہے، حالانکہ مدینہ میں بھی روافض نخواستہ کے نام سے پائے جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ۲۲ ویں رجب سنہ ۶۰ ہجری اسلام کے ایک نامور خلیفہ و امیر المؤمنین نبی کریم ﷺ کے برادر نسبتی اور کاتب وحی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے چونکہ روافض بشمول تمام صحابہ ان سے بھی بغض و حسد رکھتے ہیں اس لئے محبت آل بیت کا لبیل لگا کر ان کی وفات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں پکوڑوں وغیرہ پکا کر کوئڈوں میں رکھ کر اس عقیدے کے ساتھ کھاتے ہیں کہ آج کے دن معاویہ کا کوئڈا ہوا یعنی ان کی وفات ہوئی، اس کے لئے انہوں نے عمداً جعفر صادق کے نام کو منتخب کیا حالانکہ جعفر صادق کا ماہ رجب سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ اس ماہ میں ان کی ولادت ہوئی اور نہ ہی وفات، اور نہ ہی شادی بیاہ وغیرہ اور نہ ہی کوئی بڑا واقعہ پیش آیا

چونکہ جعفر صادق رافضیوں کے متفقہ چھٹے امام ہیں ان کی وفات کے بعد روافض دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔

۱۔ اسماعیلیہ: جعفر صادق کے بڑے بیٹے اسماعیل کی طرف منسوب ہیں برصغیر کے بوہرہ آغا خانی فرقوں کا تعلق اسی فرقے سے ہے۔

۲۔ امامیہ جو ان کے دوسرے بیٹے موسیٰ کاظم کی طرف منسوب ہیں روافض کے موجودہ اثنا عشریہ ایرانیہ فرقے کا تعلق اسی سے ہے۔

جناب جعفر صادق کا نام اس بدعت کے ساتھ اس لئے چسپاں کیا گیا تاکہ روافض کے دونوں فرقے اس فتنہ بدعت میں شامل ہو کر امیر معاویہ کی وفات پر خوشی و مسرت کا اظہار کر سکیں یہ ہے اس بدعت کا اصلی و حقیقی روپ، اور جہاں تک مسلمانوں میں اس بدعت کو رائج کرنے کی بات ہے تو اس کے لئے انہوں نے سیدھے سادھے، بھولے بھالے اور کمزور عقیدہ مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کیا اور جھوٹے ومن گھڑت قصے و کہانیاں بنا کر اس حرام عمل کو ان کے درمیان رائج کیا۔

قارئین کرام: اگر مزید گہرائی سے غور کیا جائے تو ایک اور حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے وہ کہ یہ بدعت مشرکین و بت پرستوں کی دیکھا دیکھی ایجاد کی گئی ہے تاکہ اس سے قومی یک جہتی، ملکی رواداری، رام و رحیم ایک جیسے شریک عقیدوں اور نعروں کا گھناونا ثبوت پیش کیا جاسکے، بت پرستوں کے یہاں سال میں ایک دن برہمن ستہ نارائن کی کتھا (کہانی) سناتا ہے، اس دن صرف پکوڑیاں اور شیر بینیاں بنائی جاتی ہیں، گوشت کھانے سے پرہیز کیا جاتا ہے بلکہ گوشت گھانے والے اس دن نہاد ہو کر پاک صاف ہو کر کہانی سننے میں شریک ہوتے ہیں انہیں ہندوؤں کے شانہ بہ شانہ چلنے کی خاطر جعفر صادق کے نام نیاز دی جاتی ہے، ان کے یہاں اس دن گوشت کھانا حرام ہوتا ہے دونوں کے یہاں جھوٹی داستانیں سنائی جاتی ہیں، ایک کے یہاں سچے نارائن کی کہانی تو